اجتماع الٰہ آباد میں افتتاحی تقریر (۱)

از جناب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی

(اجتماع الٰہ آباد کی رپورٹ بعض اسباب سے ابتک شائع نہ ہوئی۔ یہ دو تقریریں اس سے لے کر اس وجہ سے شائع کی جاتی ہیں کہ اس وقت جب کہ حلقہ وار اجتماعات ہو رہے ہیں ان باتوں کی یاددہانی مفید ہوگی جو ان تقریروں میں کہی گئی ہیں۔)

حمد و صلوٰۃ کے بعد:

رفقائے جماعت، حاضرین اور خواتین!

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ ہم اپنے سالانہ اجتماع کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں، امیر جماعت، جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا، اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے اجتماع کی کارروائیوں کی نگرانی کرنے سے معذور ہیں۔ اس کمی کو آپ جس قدر محسوس کر رہے ہوں گے اس سے زیادہ میں خود محسوس کر رہا ہوں لیکن یہ جماعت ہی کے مصالح کا تقاضا ہے کہ ان کو آرام کرنے کا موقع دیا جائے اور اس بات پر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ خواہ مخواہ اجتماع کی کارروائیوں میں حصہ ہی لیں۔ یہاں وہ موجود ہیں اور تمام اہم امور میں آسانی سے ان کی ہدایات اور مشورے حاصل ہوتے رہیں گے۔ اور یہ کام جس حد تک ضروری ہے، میں خود انجام دے لوں گا۔ آپ نہ ان سے ملنے کی زیادہ خواہش کریں اور نہ ان کی تقریروں ہی کے لیے زیادہ اصرار کریں۔ البتہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت بخشے اور ان کی بیماری کی وجہ سے اس وقت جو اہم ذمہ داری مجھ پر آپڑی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ادا کرنے کی مجھ میں ہمت اور قابلیت عطا فرمائے۔

ذکر الٰہی کی تاکید اس اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے سب سے پہلے میں آپ کو ذکر الٰہی کی نصیحت کرتا ہوں۔ یوں تو اللہ کی یاد انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی کے لیے ہر آن اسی طرح ضروری اور ناگزیر ہے

جس طرح ہماری مادی زندگی کے لیے سانس لیکن ان مواقع پر خصوصیت کے ساتھ اس کا اہتمام ہونا چاہیے جن میں خدا سے غفلت کے اسباب و محرکات زیادہ جمع ہو جائیں۔ ایسے مواقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خاص طور پر اللہ کی یاد کے التزام کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور چونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے لیے یہ موقع بھی ان مواقع میں سے ہے جہاں بہت سی چیزیں آپ کو خدا سے غافل کر سکتی ہیں اس وجہ سے میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ کی یاد کی تاکید کرتا ہوں۔ یہ یاد ہی آپ کے فکر و نظر کو روشن رکھے گی اور آپ جن باتوں پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں اسی کی مدد سے ان میں آپ کو صحیح نتائج پر پہنچنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ یہی چیز آپ کو اس وقت ہجو، غیبت اور دوسروں کی توہین و تحقیر سے بچائے گی جب آپ اپنے خیموں اور شامیانوں میں اکٹھے ہوں گے اور یہی چیز آپ کے دلوں اور زبانوں کی ان اوقات میں حفاظت کرے گی جبکہ آپ کی رایوں میں اختلاف اور خیالات میں تصادم کی کوئی وجہ پیدا ہوگی اور اسی چیز کی مدد سے آپ اپنی اس مسافرانہ زندگی کے بے شمار مشکل مرحلوں میں اپنے اخلاق اور ایمان کو فتنوں سے بچا سکیں گے۔ اگر آپ نے اس کا اہتمام نہ رکھا تو ہر قدم پر آپ سے لغزش کا اندیشہ ہے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ آپ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کا عزم لے کر اٹھے ہیں۔ اس طرح کی جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر وقت اپنے قول و فعل کی کڑی نگرانی رکھے کہ اس سے کوئی بات ایسی نہ صادر ہو جائے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو اور ایسا صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل ہر آن خدا کی یاد سے معمور ہوں۔

ذکر الٰہی کا صحیح مفہوم

ذکر الٰہی کے لفظ سے کہیں آپ کو غلط فہمی نہ ہو۔ میرے نزدیک ذکر الٰہی کا مفہوم اس کے مروجہ مفہوم سے بہت وسیع ہے۔ میں صرف زبان سے "سبحان اللہ، سبحان اللہ" کے ورد کو ذکر نہیں سمجھتا۔ ایسا ذکر اکثر صرف ایک مشغلۂ زبان بن کے رہ جاتا ہے اور انسان کی زندگی کی کوئی حفاظت نہیں کرتا۔ میرے خیال میں ذکر کے ساتھ فکر ضروری ہے۔ جو ذکر فکر سے خالی ہو وہ موثر نہیں ہوتا۔ آپ اگر ذکر کی برکتوں سے پورے طور پر بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں تو دل سے اللہ کا، اس کی اعلیٰ صفات کا، اس کے عجائب تصرفات کا، اس کی قدرتوں اور حکمتوں کا، اور اس کے اس عہد کا، جو آپ نے اس سے باندھا ہے، اور اس کے ان وعدوں اور وعیدوں کا جو پابندی عہد یا نقض عہد کی صورت میں اس کی طرف سے آپ کے لیے

مقرر ہیں۔ دھیان رکھیے اور جو کچھ کیجیے اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے کیجیے۔ آپ کی زبان سے جو کچھ نکلے وہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہو اور آپ کا جو قدم بھی اٹھے وہ خدا کی راہ میں ہو، شیطان کی راہ میں نہ ہو۔ یہی ذکر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے مطالبہ کیا ہے نہ یہ کہ آپ اس کے نام کو تو صبح شام جپتے رہیں اور اس کے کاموں سے غافل ہو جائیں۔ خدا کے ہاں اس ذکر کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اگر آپ واقعی اللہ کو یاد کرنا چاہتے ہیں تو اس عہد کو یاد رکھیے جو آپ کے اور اس کے درمیان اس کے رسولوں کے ذریعہ سے ہوا ہے۔ یہ عہد اللہ کی پوری شریعت پر حاوی ہے اور زندگی کے ہر مرحلہ میں اسی کا اہتمام و التزام اور اسی کے اقامت کی جد و جہد وہ حقیقی ذکر ہے جس کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون (۱۵۲ بقرہ) (پس میرے عہد کو یاد رکھو جو تم نے مجھ سے کیا ہے میں اس عہد کو یاد رکھوں گا جو میں نے تم سے کیا ہے اور میں نے شریعت کی جو نعمت تم پر نازل کی ہے اس پر میرے شکر گزار رہنا اور میری ناشکری نہ کرنا)۔ یہی ذکر ہے جس کی میں اس وقت آپ کو تاکید کر رہا ہوں اور اگر آپ نے اس سے غفلت برتی تو یہ سب کچھ کرنے کے باوجود، جو میں یہاں دیکھ رہا ہوں، میں یہ سمجھوں گا کہ آپ نے اپنا وقت بھی ضائع کیا، وہاں بھی برباد کیا۔ اور یہ دنیا اور آخرت دونوں کا خسران ہوگا۔

نظم کی پابندی کا اہتمام دوسری چیز جس کی اس موقع پر تاکید ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ نظم کی پوری پابندی کا خیال رکھیے۔ مختلف شعبوں کے منتظمین کی طرف سے آپ کو جو ہدایات ملیں ان کی سرمو خلاف ورزی نہ ہو۔ نماز کی جگہ، کھانا کھانے کی جگہ، اجتماع کی جگہ آپ کی نقل و حرکت ایک منظم اور باوقار جماعت کی سی ہو۔ کہیں ہڑبونگ اور بھیڑ کی صورت نہ پیدا ہونے پائے۔ اس سلسلہ میں یہ حقیقت پیش نظر رکھیے کہ ڈسپلن کے تقاضوں کو پورا کرنا دوسروں کے نزدیک صرف ایک اجتماعی اخلاق ہے جس کی خلاف ورزی کرنے والا صرف سوسائٹی میں نکو بنتا ہے مگر ایک مسلمان کے نزدیک اس کی حیثیت ایک مذہبی فریضہ کی ہے جس کی خلاف ورزی سے آخرت میں خدا اور رسول کی ناخوشی بھی متصور ہے اور دنیا میں بھی انسان ذلیل ہوتا ہے۔ جماعتی زندگی کے بقا اور ترقی کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے ان کا حکم خود اللہ اور رسول نے دیا ہے اور ان کی پابندی کا ہر مسلمان سے مطالبہ کیا ہے۔ پس جن لوگوں کا جماعتی اخلاق

کمزور ہے اور یہ نہیں جانتے کہ ایک فرد کو جماعت کے اندر کس سیرت اور کس اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ صرف ایک اخلاقی فضیلت سے محروم ہیں بلکہ حقیقت میں جس قدر ان کا جماعتی اخلاق کمزور ہے اسی قدر ان کی دینداری میں ضعف ہے۔ کوئی مسلمان اعلیٰ درجہ کی جماعتی سیرت کے بغیر اعلیٰ درجہ کا دیندار مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ کتنے ہی روزے رکھے اور کتنی ہی نمازیں پڑھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (میں اعلیٰ اخلاق کی ساری باتوں کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں)۔ اس اعلیٰ اخلاق کا سب سے اعلیٰ نمونہ اگر خود مسلمان نہ پیش کر سکیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان اس مقصد سے غافل ہو گئے جس کے لیے آنحضرت صلعم کی بعثت ہوئی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکارم اخلاق کی جو تعلیم دی اور اس کا اثر عربوں جیسی جاہل اور اجڈ قوم پر جو کچھ پڑا اس کا کچھ اندازہ ایرانی سپہ سالار رستم کے اس فقرہ سے کیا جا سکتا ہے جو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فوجوں کی نمازوں کی صفیں دیکھ کر کہا تھا کہ اکل عمر کبدی یعلم الکلاب الاداب (عمر تو میرا کلیجہ کھا گیا، یہ تو کتوں کو ڈسپلن کی تعلیم دے رہا ہے)۔ جس جماعت کے ڈسپلن پر ایران جیسی متمدن قوم کے سپہ سالار کو رشک آئے اس جماعت کی جماعتی سیرت کا تصور کیجیے اور پھر اس سے اپنا موازنہ کیجیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کا اجتماعی اخلاق اس سے کوئی نسبت نہیں رکھتا بلکہ شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج آپ اسی مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں سے چلے تھے۔ یہاں تک کہ ایک معمولی سا اجتماع آپ کی اجتماعی سیرت کی تمام کمزوریوں کو نمایاں کر دیتا ہے اور ایسے بھونڈے طریقہ پر نمایاں کر دیتا ہے کہ آپ کے مستقبل کی طرف سے کچھ مایوسی سی ہونے لگتی ہے کہ جو لوگ اتنی چھوٹی چھوٹی آزمائشوں میں پورے نہیں اترتے وہ بڑے بڑے امتحانوں میں کسی مضبوط اجتماعی کیرکٹر کا کیا ثبوت دے سکیں گے؟

میں نے ایک لمبا سفر ابھی ابھی آپ کے ساتھ کیا ہے۔ اس سفر میں آپ کی سیرت کا جو مظاہرہ میں نے دیکھا ہے اس سے نہ صرف یہ کہ مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی ہے بلکہ اگر سچ پوچھیے تو تھوڑی سی تکلیف ہوئی ہے۔ سفر میں جس ایثار، جس تحمل، جس وقار کی ضرورت ہے اس کا ابھی بہت تھوڑا حصہ آپ میں نظر آیا۔ مختلف مواقع پر آپ نے جس بے صبری اور جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے وہ ریل کے عام مسافروں سے کچھ مختلف نہیں تھی

آپ نے ایسے بہت سے لوگوں کو تکلیفیں بھی پہنچائی ہیں جن سے معافی مانگنے کا بھی اب آپ کے لیے کوئی موقع باقی نہیں رہا۔ سفر میں آپ کا وقت بیشتر اسی قسم کی باتوں میں گذرا جن میں ریل کے عام مسافر گذارتے ہیں۔ میں نے کبھی کبھی یہ بات بھی محسوس کی کہ جماعت کے ارکان نے آپس میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کیا جو صحیح اسلامی اخلاق کا تقاضا تھا بلکہ سفر میں آزمائش کے مواقع پر ایک دوسرے سے بیگانہ ہو گئے۔ یہ علامتیں اچھی نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اندر ابھی اسلامی سیرت کی تعمیر بڑی سست رفتاری سے ہو رہی ہے۔ مجھے ان باتوں کا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن حق نصیحت کا تقاضا ہے کہ میں اس شرم کی پروا کیے بغیر آپ کی کوتاہیوں پر آپ کو ملامت کروں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس اعلیٰ مقصد کو یاد رکھیں گے جس کے لیے آپ اٹھے ہیں اور اس اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے جس انفرادی اور اجتماعی سیرت کی ضرورت ہے اس کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے پوری سرگرمی سے کام لیں گے اور جس جگہ ہوں گے ــــ بازار ہو یا اسٹیشن، ریل ہو یا سڑک ــــ ہر جگہ اسی سیرت کا مظاہرہ کریں گے۔

اجتماعات کا مقصد

ہمارے اجتماعات کا مقصد آپ کو معلوم ہے، وعظ گوئی اور تقریر نہیں ہے۔ ہم نے اس کام کے لیے آپ کا وقت اور روپیہ نہیں خرچ کرایا ہے۔ بلکہ ہمارے پیش نظر چند اہم مقاصد ہیں جن کے لیے یہ اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں اور نہایت ضروری ہے کہ اس موقع پر آپ ان کو سامنے رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہنگامہ آپ کو ان سے غافل کردے اور یہ تمام دردِ سر لاحاصل ہی رہ جائے۔

ان اجتماعات کا پہلا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کو ایک خاص نصب العین کے عشق نے باہمدگر جوڑ دیا ہے وہ آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے حالات اور مشکلات معلوم کر سکیں۔ اور اصل مقصد کی راہ میں ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ آج بھی آپ ممکن حد تک آپس میں تعاون اور اشتراک عمل کی راہیں کھول لیں گے اور آئندہ بھی جب ضرورت پیش آئے گی آپ کو بآسانی آپس میں جوڑا ملایا جا سکے گا اور ایک مقصد کے لیے ایک راہ میں آپ کی قوتوں اور قابلیتوں کو استعمال کیا جا سکے گا۔ یہ مقصد چاہتا ہے کہ آپ اپنی فرصت کے اوقات فضول باتوں میں ضائع کرنے کی جگہ باہمدگر تعارف اور ملاقاتیں پیدا کرنے میں صرف کریں۔ اگر یہ کام

آپ حضرات اس کے اصل مقصد کو پیش نظر رکھ کر کیا تو اس اجتماع کے ایک بنیادی مقصد کو پورا کریں گے اور اس سے آپ کی شخصی زندگی کو بھی فوائد پہنچیں گے اور آپ کی جماعتی زندگی میں بھی اس سے مفید نتائج مترتب ہوں گے۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہم تبلیغ و دعوت کے کام کو صرف لٹریچر کی اشاعت تک محدود نہیں رکھنا چاہتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے لٹریچر سے لوگوں میں جو فکر صالح پیدا ہو رہا ہے ہر موقع پہنچکر اس کی آبیاری کا سامان بھی کریں۔ اس غرض کے لیے ہم یہ سالانہ اجتماع ہندوستان کے مختلف حصوں میں کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہر حصہ ملک کے لوگوں تک ہم اپنی دعوت براہ راست پہنچا سکیں اور جو لوگ ہم سے ملنا چاہیں بآسانی ہم سے مل کر اپنے شبہات و شکوک — اگر کچھ ہوں — دور کر سکیں۔ اس مقصد کو پوری طرح حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے ارکان میں سے جو حضرات جماعت کے مقاصد کو دوسروں کے سامنے پیش کرنے کی کوئی قابلیت رکھتے ہیں یا معترضین کے شبہات و اعتراضات کو دور کر سکتے ہیں وہ اجتماع عام سے فرصت پانے کے بعد اپنا بیشتر وقت ان لوگوں کے ساتھ صرف کریں جو اس موقع پر ہندوستان کے مختلف حصوں سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور جماعت کے مقصد کو سمجھنا چاہتے ہیں یا اس کے متعلق کچھ شبہات دور کرنا چاہتے ہیں۔

ہمدردان جماعت سے خطاب اس موقع پر چند باتیں ہمدردان جماعت سے بھی کہنی ہیں۔ امید ہے کہ وہ توجہ سے سنیں گے۔ اور میری تلخ نوائی کو معاف کریں گے۔

ہم نے جماعت کے نظام کے ساتھ ہمدردوں کا ایک شعبہ محض بعض وقتی اور عارضی مصالح کے لیے رکھا ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سے ایسے لوگوں کے لیے بھی یہ شعبہ مامن کا کام دے رہا ہے جن کی اصلی جگہ جماعت کے نظام کے اندر تھی نہ کہ ہمدردوں کی صف میں۔ یہ حضرات بلا کسی سبب معقول کے محض اپنی بعض نفسی کمزوریوں کی وجہ سے اس آڑ میں چھپ بیٹھے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ یہ ہمدردی ان کو اس حق سے سبکدوش کر دے گی جو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد ہو رہا ہے۔ یہ ایک سخت غلط فہمی ہے جس کا دور ہونا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق و فرائض صرف اس طرح ادا نہیں ہو سکتے کہ آپ اس

جماعت کے ساتھ فی الجملہ ہمدردی رکھتے ہیں جو ان فرائض کو پورا کرنے کے لیے اٹھی ہے بلکہ آج ان کے ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ اپنا تمام سرمایہ زندگی اس جماعت کو برپا کرنے میں لگا دیں جو اس مقصد کے لیے اٹھے۔ اگر آپ کے سامنے کوئی عاجز کر دینے والی رکاوٹ نہیں ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ میں سے ہر شخص اس جماعت کی صف اول میں پہنچنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرے تاکہ وقت کی بے روح فضا میں ایک حرکت پیدا ہو اور جو راہ بند ہے اس کے کھولنے کے لیے دلوں میں ولولہ ابھرے۔ مجرد دعاگوئی اور اظہار ہمدردی کو ادائے فرض کی ایک قسم سمجھ لینا اور اس پر قانع ہو جانا سخت پست ہمتی اور کمزوری کی بات ہے۔ یہ درحقیقت راہ کی مشکلات سے مرعوب ہو کر نفس کی خواہشوں کے ساتھ مصالحت کی ایک صورت ہے جو ممکن ہے ایک شخص کے خلوص نیت کی وجہ سے نفاق کے حکم میں نہ آئے لیکن بہرحال یہ ایمان کے حقیقی مقتضا سے بہت دور ہے۔ اور میں اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کہ ایک مسلمان مصالحت کی یہ صورت اس وقت سوچے جب کہ اقامت دین کی جدوجہد کی دعوت بلند ہو چکی ہو اور ہر شخص سے مطالبہ کر رہی ہو کہ جس کے پاس خدا کی بخشی ہوئی جو قوت و قابلیت بھی موجود ہے اس کو لے کر میدان میں اتر پڑے۔ اقامت دین کا فرض ایسا فرض نہیں جو محض اس طرح ادا ہو سکے کہ آپ اس جماعت کے ہمدردوں میں داخل ہو جائیں جو اس مقصد کے لیے کھڑی ہو رہی ہے۔ اس کے لیے آپ کو ہر ذمہ داری لینے کے لیے خود آگے بڑھنا چاہیے اور جذبۂ شوق کے ساتھ بڑھنا چاہیے۔ اس طرح کہ آپ کا بڑھنا ساتھیوں میں ہمت اور دوسروں میں ولولہ پیدا کرے نہ اس طرح کہ آپ کے رویہ کو دیکھ کر دوسروں پر بھی مصلحت بینی اور احتیاط کی کمزوری مسلط ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم بعض اوقات اس مسئلہ پر غور کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہمدردوں کا ایک مستقل شعبہ قائم رکھنا کچھ مفید ہے یا نہیں۔ بہرحال اس سوال کا کوئی قطعی فیصلہ تو ابھی ہم نہیں کر سکے ہیں لیکن اتنی بات تو بالکل صاف معلوم ہوتی ہے کہ بلا کسی بہت ہی معقول عذر کے کسی نیک نیت اور مخلص آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ حق کے علمبرداروں کی صف میں کھڑے ہونے کی جگہ اس کے

ہمدردوں کے گوشۂ عافیت میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرے۔ یہ بات ہر شخص کو یاد رکھنی چاہیے کہ دین کے خدمت گذاروں کی اصلی قسم ایک ہی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی تحفظ اور استثنا، کے اس کی سعیت اور خدمت کا عہد باندھتے ہیں۔ اس میں زیادہ سے زیادہ اگر کسی بات کی گنجائش ہے تو یہ ہے کہ اقامتِ دین کی جد وجہد کے ابتدائی مراحل میں بعض خاص حالات کے لوگوں کے لیے کچھ رخصتیں رکھی جائیں لیکن یہ رخصتیں عارضی ہیں۔ ایک وقت آتا ہے جب یہ ساری رخصتیں اڑ جاتی ہیں اور حضرت مسیحؑ کے الفاظ میں صاف صاف اعلان کر دیا جاتا ہے کہ "جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں" جب اصلی قسم انہی لوگوں کی ٹھیری تو بہتر یہی ہے کہ انہی لوگوں کی راہ اختیار کی جائے نہ کہ اس شاخ پر اپنا آشیانہ بنایا جائے جو بہرحال ایک دن کاٹ ڈالی جائے گی۔

ہم آپ کے سامنے اللہ کا دین پیش کر رہے ہیں اور یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ آپ کی زندگی کا صرف ایک جزو نہیں ہے بلکہ یہی کل ہے۔ اگر ہماری بات میں کوئی غلطی اور ہمارے استدلال میں کوئی خامی ہے تو آپ اس کو واضح کر دیجیے تاکہ ہم اس غلطی کی اصلاح کر لیں اور اس خامی کو دور کر دیں لیکن اگر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حق وہی ہے جو ہم پیش کر رہے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپؐ اللہ کی حجت تمام کر دی اور آپ کے لیے حق سے اعراض یا انحراف کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ گئی۔ ایسی صورت میں آپ کے لیے صحیح راہ صرف ایک ہی ہو سکتی ہے کہ اس حق کو آپ مردانہ وار قبول کریں جو آپ پر واضح ہو چکا ہے۔ نہ یہ کہ قبول کر کے بھی آپ عملاً قبول نہ کرنے والوں ہی کی صف میں رہیں۔

آپ حضرات میں سے جن لوگوں کے ذہن میں ہماری جماعت کی دعوت اور اس کے طریق کار سے متعلق کچھ شبہات ہوں وہ نوٹ کر کے آج شام تک قیم جماعت کے حوالہ کر دیں تاکہ کل کسی مناسب فرصت میں آپ کے ان شبہات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک تنبیہ ضروری خیال کرتا ہوں (تنبیہ کا لفظ میں نے اس کے عربی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ یہ نہ خیال کیجیے گا کہ غرور کی وجہ سے کوئی بڑا لفظ بول گیا ہوں۔) وہ یہ کہ جو شبہات فی الواقع آپ کے ذہن میں ہوں ان کو پیش کیجیے گا۔ یہ نہ کیجیے گا کہ میرے اعلان کی وجہ سے آپ خواہ مخواہ کچھ شکوک پیدا کرنے کی فکر میں

پڑ جائیں۔ خواہ مخواہ شکوک پیدا کرنا یہ اس عہد کی ایک نئی بیماری ہے، میں نہیں چاہتا کہ کوئی معقول آدمی اس مرض میں مبتلا ہو۔ کسی امر حق سے متعلق آدمی کے ذہن میں جو سوالات از خود ابھرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سوالات کے حل کرنے میں ایک صاحبِ فکر کی مدد بھی کرتا ہے اور ان سوالات کو حق کی وضاحت کا ذریعہ بھی بناتا ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے دلوں میں شکوک کے کانٹے خود چبھانے کی کوشش کرتے ہیں، جیسا کہ اس زمانہ کے نئے تعلیم یافتہ نوجوان کرتے ہیں، ان کو شک اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور وہ ساری زندگی یقین و ایمان کی لذت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں درخواست کرتا ہوں کہ صرف واقعی شبہات پیش کرنے کی کوشش کیجیے گا۔ میرے اعلان کی وجہ سے نہ مجھے زچ کرنے کی فکر میں پڑ جایئے گا اور نہ خود اپنے آپ کو ایک مرض مہلک میں مبتلا کرنے کی کوشش کیجیے گا۔

اس اجتماع کے بعض پیش نظر کام | اس اجتماع میں جو کام ہمارے پیش نظر ہیں وہ آہستہ آہستہ آپ کے سامنے آجائیں گے، پہلے سے ان سے آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایک خاص کام جو اس موقع پر ہم کرنا چاہتے ہیں اس کا اعلان اس پہلی ہی نشست میں اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں ہمیں جن معلومات کی ضرورت ہے وہ بغیر تمام ارکان جماعت کے تعاون کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ اصل کام ــــ جس کے لیے ہم نے تیسرا دن رکھا ہے ــــ سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے علم میں آجائے تاکہ وہ بہتر سے بہتر طریق پر انجام پا سکے۔

پچھلے چند سالوں کی مدت میں اللہ تعالیٰ نے ہماری دعوت کے لیے جن لوگوں کے دلوں کو کھولا ہے اگرچہ ان کی تعداد کچھ ایسی زیادہ نہیں ہے کہ بلحاظ کمیت ہم ان کو کچھ اہمیت دیں لیکن جہاں تک ہمیں اندازہ ہے ان کے اندر مختلف قوتیں اور قابلیتیں رکھنے والے اشخاص موجود ہیں جس کی وجہ سے جماعت اپنی کیفیت کے لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتی ہے۔ اب ہماری آگے کی اسکیموں کا تقاضا ہے کہ ان قابلیتوں کی تنظیم کی جائے اور مختلف استعداد اور قابلیت رکھنے والے اشخاص کو الگ الگ گروہوں میں تقسیم کرکے اس بات کی کوشش کی جائے کہ ان کو اجتماعی طور پر اپنی اہلیتوں

کو فروغ دینے کا موقع ملے۔ اس طرح کی کوشش کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ جماعت کی جو قابلیت آج دس من ہے اجتماعی جدوجہد سے وہ بہت جلد بڑھ کر بیس من ہو سکتی ہے اور دوسری طرف یہ ہوگا کہ جب ہم ان قابلیتوں کو جماعت کے پیش نظر مقاصد میں استعمال کرنا چاہیں گے تو نہایت آسانی کے ساتھ استعمال کر سکیں گے۔ نہ تو اس کو صحیح صحیح وزن کرنے میں کوئی دقت ہوگی۔ نہ اس کی تنظیم میں کوئی مشکل پیش آئے گی اور یہی بات کچھ ایسی ناممکن ہوگی کہ پوری جماعت کی جدوجہد میں مشترک جدوجہد (Teamwork) کی شان پیدا ہو جائے۔

اس تنظیم کی صورت یہ ہوگی کہ جماعت کے اندر جو لوگ مثلاً طبقۂ علماء سے ہیں ان کا ایک الگ گروپ بنا دیا جائے۔ اسی طرح جو لوگ ارباب قلم ہیں ان کو علیحدہ چھانٹ لیا جائے۔ جو لوگ درس و تعلیم کی قابلیت رکھتے ہیں ان کا علیحدہ گروپ ہو۔ اسی طرح ارباب صنعت و حرفت، اہل زراعت و تجار غرض ہر قابلیت کے لوگوں کو الگ الگ کر کے ان کی علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنا دی جائیں اور وہ اپنے اندر سے کسی شخص کو منتخب کر لیں جو وقتاً فوقتاً ان کو جمع کر کے ان کے لیے اس قسم کے مواقع بہم پہنچاتا رہے کہ وہ اپنے کام پر اجتماعی نقطۂ نظر سے غور کر سکیں۔ اس سلسلے میں اگر کوئی خود کسی جماعت سے مشورہ لینے یا اس کو مشورہ اور ہدایت دینے کی ضرورت محسوس کرے گا تو اس کو مشورہ لینے یا مشورہ دینے کے لیے بلا لیا جائے گا۔ اس کام کے لیے جو ضروری معلومات مطلوب ہیں اگرچہ اس کا بڑا حصہ ہمارے پاس موجود ہے تاہم ہماری فہرست اتنی مکمل نہیں ہے کہ ہم تنہا اس کی مدد سے اس کام کو کر سکیں اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ پہلا دن اس کام کے لیے خاص کریں اور لوگوں کو الگ الگ گروپوں کی شکل میں بلائیں۔ چنانچہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جس گروپ کو بلایا جائے اس سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ آجائیں اور باقی تمام لوگ بلائے جانے کا انتظار کریں۔ ہم صرف علماء کے گروپ کے لوگوں کے ناموں کا اعلان کر دیں گے۔

چند باتیں عام حضرات سے

اس اجتماع میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ہمارے ارکان میں شامل نہ ہوں گے۔ نہ ہمارے ہمدردوں میں بلکہ عام پبلک سے تعلق رکھتے ہوں گے اور اس شہر میں

اس وجہ سے شریک ہو گئے ہوں گے کہ یہ ان کے شہر کے پڑوس میں منعقد ہوا ہے۔ اس طرح کے حضرات سے چند باتیں عرض کر دینی ضروری ہیں ورنہ ڈر ہے کہ ان کو کوئی غلط فہمی اور مایوسی ہو۔

میں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے یہ اجتماعات وعظ و تقریر کے لیے نہیں ہوتے بلکہ زیادہ تر جماعت کے کاموں کا جائزہ لینے کے لیے ہوتے ہیں۔ ہم اس موقع پر تفصیل کے ساتھ معلوم کرتے ہیں کہ جماعت کی مختلف شاخوں نے سال بھر کے اندر کیا کام کیا ہے۔ ان کے کاموں میں کیا خرابیاں ہیں اور آئندہ کیلیے ان کو کن ہدایات پر عمل کرنا ہے۔ یہ سارے کام ایک جماعت کے کارکنوں کے لیے ضروری بھی ہیں اور بسا اوقات ان کے لیے دلچسپ بھی ہوتے ہیں لیکن ایک غیر شخص کے لیے یہ ساری کارروائی بے مزہ اور خشک اور غیر ضروری ہوتی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید اسی طرح کا تجربہ ہمارے اس اجتماع کے عام حاضرین کو بھی ہو اس وجہ سے میں اجتماع کی پہلی ہی نشست میں یہ اعلان کیے دیتا ہوں کہ جو حضرات اس کو ایک عام اصطلاحی جلسہ سمجھ کر آ گئے ہوں اور متوقع ہوں کہ یہاں بھی وعظوں اور تقریروں کا زور ہوگا وہ بالکل مایوس ہو جائیں کہ یہاں اس طرح کی کوئی چیز نہ ہوگی۔ نہ وعظ، نہ تقریریں، نہ جلوس، نہ جھنڈے اور نہ لیڈری کی نمائش۔ ہماری ساری کارروائی بالکل دفتری قسم کی ہوگی۔ جو حضرات اس پر راضی ہوں وہ شوق سے اس میں شریک ہوں۔ ہماری طرف سے یہ بالکل کھلی ہوئی ہے۔ ہم کسی شخص کو بھی اس کی شرکت سے نہیں روکتے۔ لیکن جو حضرات اس میں شریک ہوں اگر وہ اس میں کوئی دلچسپی اور فائدہ اپنے لیے نہ محسوس کریں تو اس بات کی شکایت کا ہم سے ان کو کوئی حق نہ ہوگا۔

عام حضرات کی دلچسپی اور فائدہ کی چیز ہمارا صرف وہ جلسہ عام ہے جو ہفتہ کی شب میں منعقد ہوگا۔ اس میں ہم اپنی دعوت عام لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔ یہ دعوت مسلمان، ہندو، سکھ، پارسی، انگریز، جرمن سب کے لیے یکساں ہوگی۔ اس جلسہ عام میں ان شاء اللہ امیر جماعت بھی تقریر کریں گے اور اگر خدانخواستہ وہ زبانی تقریر نہ کر سکے تو ان کی لکھی ہوئی تقریر آپ کو پڑھ کر سنائی جائے گی۔ اس جلسہ میں میں بھی اپنے خیالات پیش کروں گا۔ ہماری تقریریں بھی نہایت بے مزہ سادی اور روکھی پھیکی ہوں گی اور وہ لوگ مشکل ہی سے ان میں کوئی بات اپنے مذاق کی پا سکیں گے جن کو اصطلاحی تقریروں

کا چکا ہے۔ اس طرح کے اشخاص کے لیے اس جلسہ کی شرکت کچھ مفید نہ ہوگی۔ البتہ جو لوگ صرف اس بات کا شوق رکھتے ہیں کہ ہماری دعوت کو سمجھیں، خواہ وہ کتنی ہی بے رنگ انداز میں پیش کی جائے تو میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس جلسۂ عام میں ضرور شریک ہوں۔ انشاء اللہ ان کا یہ مقصد پورا ہوگا۔ اس وقت میرے لیے کسی تقریر کا موقع نہیں ہے تاہم چند باتیں بطور ماحضر پیش کیے دیتا ہوں۔ اس سے کم از کم آپ کو یہ اندازہ تو ہو ہی جائے گا کہ ہم کس طرح کی باتیں کرتے ہیں اور کریں گے اور ان کے سننے کے لیے آپ کا زحمت اٹھانا کچھ نفع بخش ہے یا نہیں؟

حضرات!

ہم جس دعوت کو لے کر اٹھے ہیں اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق اور رب، مالک اور بادشاہ صرف اللہ رب العالمین ہے۔ اسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کائنات پر حکومت کرے اور جس طرح آسمانوں میں اس کا حکم چلتا ہے اسی طرح زمین پر بھی تنہا اسی کا قانون چلے۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی پسند اور ناپسند سے ہم کو باخبر کر دیا ہے اور اس کی مرضی یہ ہے کہ اس نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہمارے لیے جو ضابطہ زندگی بھیجا ہے ہم زندگی کے تمام گوشوں میں اسی کی پیروی کریں اور اپنی زندگی میں کسی قسم کی تفریق وتقسیم نہ کریں۔ یعنی یہ نہ کریں کہ زندگی کے کسی حصہ میں تو خدا کی اور اس کے رسولوں کی پیروی کریں اور کسی حصہ میں اپنے نفس کی یا دوسروں کی اطاعت کریں۔ اس قسم کی تفریق وتقسیم شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی طاعت شرک کے ساتھ مقبول نہیں۔

اس دعوت کو ہم خالص عقلی بنیادوں پر پیش کرتے ہیں اور ہمیں اطمینان ہے کہ انسانی عقل کے لیے اس سے زیادہ اپیل کرنے والی بات کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ ہماری یہ دعوت تمام بنی آدم کے لیے یکساں اور عام ہے۔ یہاں تک کہ ہم ان مسلمانوں کے سامنے بھی یہ دعوت پیش کرتے ہیں جو مدعی تو ہیں اسلام کے لیکن خدا کی حاکمیت کے تسلیم کرنے سے ویسے ہی منحرف ہیں جیسی دنیا کی دوسری غیر مسلم قومیں۔ دنیا کی مختلف قوموں کے اندر سے خدا کے جو بندے ہماری اس دعوت کو قبول کر لیتے ہیں اور اس بات پر

آمادہ ہو جاتے ہیں کہ خدا کی اطاعت کے اندر زندگی بسر کریں گے ان لوگوں کی ہم نے ایک جماعت بنائی تاکہ اس نصب العین کی طرف متحدہ اقدام کیا جا سکے جو ہمارے پیش نظر ہے۔

ہمارا پروگرام یہ ہے کہ پہلے اس نظام فکر کو درہم برہم کر دینا چاہتے ہیں جس پر دنیا کا موجودہ غلط نظام زندگی قائم ہے اور اس کی جگہ اس نظام فکر کو دلوں کے اندر راسخ کرنا چاہتے ہیں جس پر صحیح نظام زندگی کی بنیادیں قائم کی جا سکتی ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ ایک صحیح نظام زندگی کے لیے جو بہترین بنیادیں اسلام فراہم کرتا ہے وہ کوئی اور مذہب نہیں فراہم کرتا اس وجہ سے ہم اسلام کو ساری دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور تمام انسانوں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کو جو تعصب ہے اس کو وہ اسلام کے خلاف نہ استعمال کریں بلکہ اسلام کی تعلیمات پر مجرد ان کی صفات (merits) کی روشنی میں غور کریں۔ اگر انھوں نے اس طرح اسلام پر غور کیا تو آج جو مسائل دنیا کو پریشان کیے ہوئے ہیں اور جن کا کوئی حل نہیں مل رہا ہے وہ سارے مسائل بہتر سے بہتر طریق پر حل ہو جائیں گے۔

اس کام کو لوگ بہت مشکل بلکہ ناممکن قرار دیتے ہیں لیکن ہم بہت پر امید ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ کام صحیح طور پر کیا گیا تو جو امکانات آج اس کی کامیابی کے ہیں اور کسی کام کے لیے نہیں ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ آج پورے کرۂ زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں بالفعل وہ نظام حق برپا ہو جس کی ہم تمنا رکھتے ہیں لیکن ہمیں زمین کا حال دیکھ کر مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ دلوں کے اندر اس نظام زندگی کے قبول کرنے کی جو رغبت موجود ہے وہ کسی اور نظام زندگی کے لیے نہ ہے نہ ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے صحیح طور پر پیش کرنے والے لوگ پیدا ہو جائیں۔ اس وجہ سے ہم زمین کے بجائے دلوں کو ٹٹول رہے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ جس دل میں ہماری دعوت جاگزیں ہو جائے گی اس کا پرتو جہاں تک پڑے گا وہاں تک کی زمین بھی نورانی ہو کے رہے گی۔

اس وقت دنیا کی عام ذہنی حالت میں جو ہلچل برپا ہے وہ بھی اس کام کے لیے نہایت ہی سازگار ہے۔ جہاں تک تقلید کا تعلق ہے دنیا اس کی بندشوں سے بہت بڑی حد تک آزاد ہو چکی ہے۔ اب لوگ کھلی آنکھوں اور کھلے کانوں سے دیکھنے اور سننے لگے ہیں۔ زندگی کے متعلق تمام متداول عام نظریے امتحان کی کسوٹی پر ناکام ثابت ہو چکے ہیں۔ وہ لوگ پرانے جامے اتار کر کسی نئے جامہ کے لیے منتظر ہیں جو ان کی قامت پر راست آجائے۔ مختلف جماعتیں دنیا کی اس طلب کو پوری کرنے کے لیے آگے بڑھ رہی ہیں بجز ایک اسلام کے جس کو پیش کرنے کی ہمت کرنے والے لوگ موجود نہیں ہیں حالانکہ دنیا کو آج جو بے قراری لاحق ہے وہ اسلام کے سوا کسی اور چیز سے دور نہیں ہو سکتی۔ اسی خلا کو ہم بھرنا چاہتے ہیں دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کا اہل بنائے۔